روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ — اتوار ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ، ۵ تبلیغ ۱۳۶۸ہش، ۵ فروری ۱۹۸۹ء — نمبر ۳۱

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اپنی کوششوں کو حدِ استعداد تک پہنچائیں

جھوٹ کے قلع قمع کرنے پر زور دیں جو بات سمجھائی جائے اسے دہرائیں اور پھر سنیں

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ جنوری ۱۹۸۹ء

بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

حضور نے فرمایا احمدیت کی دوسری صدی شروع ہوتے میں بہت تھوڑا عرصہ باقی ہے، جہاں میں پہلے مسلسل بد اخلاقی اور روحانی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں آج کے خطبہ میں میرا خیال ہے کہ انتظامی ذمہ داریوں کی طرف بھی کچھ توجہ دلاؤں کیونکہ بہت سے ایسے انتظامات ہیں جو ہمیں نئی صدی کے آغاز سے پہلے کرنے ہیں پوری کوشش کرنے کے بعد یقیناً خامیاں باقی رہیں گی۔ لیکن ایسی خامیاں جو کوشش کی حد تک سب کچھ کر گزرنے کے بعد رہ جاتی ہیں ان کا علاج دعا ہے۔ اس لئے جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے میں جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اسے اپنی حدِ استعداد تک پہنچا دیں۔ اور پھر دعا کریں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے کاموں میں کتنی برکت پڑتی ہے۔ جہاں تک صد سالہ جوبلی کے کاموں کا تعلق ہے ان میں ساری جماعت کو حصہ لینا ہے کہ ہم اس بارہ میں — ایک سو اٹھارہ، انیس ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت کو اہم ہدایات بھجوا چکے ہیں اور اب یاد دہانیاں بھی کروائی جا رہی ہیں لیکن جہاں تک میرا علم ہے ابھی تک جماعتوں کو ہر ملک کی انتظامیہ نے ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ ہی نہیں کیا۔ حالانکہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو سمجھانی پڑتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق یہی تھا کہ جب ہدایات دیتے تو انہیں دہراتے اور پھر سمجھاتے اور آخر پہ دوبارہ سنتے۔ پس یہی طریق ہے جو ہم نے بچپن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے سیکھا تھا اور یہی بات میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس طریق کو اپنائیں اور اس طریق کے مطابق اپنے بچوں کی بھی تربیت شروع کر دیں۔ ان کو بتائیں کہ کس صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں ان سے پوچھیں کہ کون سا عیب کون سی بدعادات تم چھوڑ دو گے اور اس پہلو سے سب سے زیادہ جھوٹ کے قلع قمع کرنے پہ زور دیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اگر شروع سے ہی اس عادت کو روکا نہ جائے تو بچوں میں یہ عادت بڑے ہو کر بڑی بھیانک شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جھوٹ اور تکبر اور استہزاء یہ ساری چیزیں اکٹھی پیدا ہوتی اور بڑھتی اور پنپتی ہیں تو اس لئے ان امور پہ تفصیل سے آپ کو نظر ڈالنی ہوگی اور بچوں کی تربیت میں ان باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کو سمجھانا ہوگا کہ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی تھی کہ اگر تم نے ایک ہی بدی چھوڑنی ہے تو جھوٹ کو چھوڑ دو اور پھر رفتہ رفتہ اس کی ساری بدیاں ترک ہو گئیں اسی لئے قرآن کریم نے شرک کی نجاست کے ساتھ جھوٹ کی مثال بیان فرمائی ہے واقعی یہی ہے کہ جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر آپ اس بدی کو اپنی سوسائٹی سے نکال کر باہر پھینک دیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے نیک نتائج فوراً نہ بھی ہوں تو رفتہ رفتہ بالآخر ضرور ظاہر ہوں گے اسی طرح بچوں کو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریریں پڑھانے کی طرف متوجہ ہوں مثلاً الفضل میں روز جو اقتباسات شائع ہوتے ہیں وہ ادارہ کی طرف سے بڑی محنت کے بعد منتخب کئے جاتے ہیں اور بہت ہی پُر اثر ہیں اور وقت کی ضرورت کو پورا کرنے والے ہیں۔ بچوں کو ان اقتباسات کی طرف متوجہ کریں جہاں احمدی اردو نہیں پڑھ سکتے وہاں انتظامیہ کو کوشش کرنی چاہیئے کہ کم سے کم ان اقتباسات کے تراجم فوری طور پہ تمام جماعت کو مہیا کر دیئے جایا کریں اور یہ جو بقیہ دو مہینے ہیں ان میں یہ اقتباسات حیرت انگیز روحانی اور پاکیزہ انقلابی تبدیلی پیدا کر دیں گے اس بات کا انتظار نہ کریں کہ جماعتیں باقاعدہ ان کے تراجم کرائیں اور پھر ان کو مشتہر کریں اس کام کی طرف بھی توجہ کی جا رہی ہے۔ مترجمین تیار کئے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ کام رفتہ رفتہ مختلف زبانوں میں پھیل رہا ہے۔

اس ضمنی بات کے بعد اصل مضمون یعنی صد سالہ جوبلی کے انتظامی امور کی طرف لوٹتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ جو بات سمجھائی جائے اسے دہرائیں اور پھر سنیں دنیا کی ہر جماعت نے کام کرنا ہے ذمہ داریاں تقسیم کریں کیونکہ ایک یا دو شخص یا اشخاص کے پاس یا مجلس عاملہ کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ صد سالہ جوبلی کی ساری ذمہ داریاں ادا کر سکے۔ کام کو بہت پھیلانا پڑے گا اور بعید نہیں کہ بعض جگہ ساری جماعت کسی نہ کسی پہلو سے کام کی ذمہ دار ہو۔ اس کے لئے وقت اتنا تھوڑا رہ گیا ہے کہ خطبہ سنتے ہی فوراً اس کام پر بیٹھ جائیں اور تقسیم کار کریں جن کے سپرد کام ہو ان کو بلائیں یا ان تک پہنچیں ان کو بتائیں کہ کس طرح ہم نے کام کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا۔ بہت سے کام ہم یہاں کر رہے ہیں اور باقاعدہ کام کے نمونے بنا کر جماعتوں تک پہنچائے جا رہے ہیں مثلاً آئندہ سال سب سے اہم کام کتب لٹریچر۔ اور تصویروں کی نمائش ہے اس کام کے لئے تمام دنیا کی جماعتوں میں ایک فلم تیار کر کے بھجوائی گئی ہے کہ ہم نے اس کام کو مرکز میں کیسے کیا ہے اور ہر تصویر پر ساتھ تشریح ہے کہ یہ کام اتنا وقت لیتا ہے اور اس طریق پر کیا گیا ہے، ہمارے

(باقی صفحہ پر)

اخبار احمدیہ

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں لندن سے آمدہ تازہ اطلاع کے مطابق حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور جملہ احباب جماعت کو محبت بھرا سلام بھجواتے ہیں۔

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے ہمارے جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و تندرستی سے رکھے۔ آپ کو عمر دراز عطا کرے۔ آپ کے ہر منصوبے اور سکیم میں اپنی غیر معمولی تائید و نصرت رکھ دے اور ہم احباب جماعت کو حضور کے تمام ارشادات پر بھرپور توجہ سے لبیک کہنے کی توفیق عطا کرے۔

میرے چھوٹے بھائی عزیزم مشتاق احمد باجوہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ریٹائرڈ) لوکل گورنمنٹ بعارضہ قلب بیمار ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں احباب سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ظہور احمد باجوہ ربوہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ - قیمت ایک روپیہ ۵۰ پیسے

۵ تبلیغ ۱۳۶۸ ہش ۵ فروری ۱۹۸۹ء

تحریکِ جدید کے تقاضے

اگرچہ عام طور پر تو کسی بات کے تقاضوں کا ذکر کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت ہونی چاہیئے اور اس کی ماہیت کو واضح کر کے اس کے تقاضوں کا ذکر ہونا چاہیئے لیکن تحریک جدید سے تو جماعت کا بچہ بچہ واقف ہے۔ اس لئے بغیر کسی تمہید کے ہم نے سوچا کہ اس کے تقاضوں ہی کا ذکر ہو جائے تو اچھا ہے۔ اگرچہ اس مختصر سے کالم میں تقاضوں کا ذکر بھی اختصار ہی کے ساتھ ہو سکے گا۔ لیکن خیر جتنا بھی ذکر ہو سکے اتنا تو ضرور کر دیا جائے۔

تو ــ پہلا تقاضا یہ ہے کہ ہم ۔ سب کے سب ۔ اپنی زندگیوں کو خدا کی راہ میں وقف کریں۔ ہم وقف میں لئے بھی جا سکتے ہیں اور نہیں بھی لئے جا سکتے لیکن حضرت فضلِ عمر نے فرمایا تھا کہ لئے جانے یا نہ لئے جانے کی کوئی اہمیت نہیں۔ وقف تو کرنا ہے خدا کے لئے۔ لیا جانا ہے تنظیم کے لئے۔ ہر وہ شخص جو وقف کرتا ہے حضرت فضلِ عمر کے ارشاد کے مطابق ــ چاہے امام جماعت اسے قبول کرے یا نہ کرے۔ واقفِ زندگی بن جاتا ہے اور پھر اس کے لئے یہ بات لازم قرار پاتی ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہے اپنے آپ کو واقفِ زندگی سمجھ کر ہی کام کرے۔

دوسرا تقاضا یہ ہے کہ دین کی خدمت ــ اپنے ہاتھوں سے کرنے کے لئے یا اجتماعی طور پر نظام کے ہاتھوں سے ــ کرنے کے لئے ہم اپنی زندگیوں کو سادہ بنائیں۔ سادہ زندگی کا یہ مطلب نہیں کہ پہنیں تو چیتھڑے پہنیں اور کھائیں تو بالکل بے مزہ کھانے کھائیں اور جو روپیہ بچے اسے اسراف میں کام لائیں۔ سادگی کا مطلب یہ ہے کہ جتنا آپ خرچ کر رہے ہیں اس سے کم کریں اور اس خیال سے کریں کہ روپیہ بچا کر دین کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس کا نام قربانی ہے یعنی جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر روپیہ بچائیں اور دینی کاموں میں لگائیں۔

تیسرا تقاضا یہ ہے کہ ہم ایک ایسا معاشرہ قائم کریں جس میں نیکی ہی نیکی ہو۔ ایک دوسرے سے ہمدردی ہی ہمدردی ہو۔ ہر انسان دوسرے کو اپنا بھائی سمجھے۔ ہر ایک، دوسرے کے کام آئے۔ سچائی امانت، دیانت اس کے عناصر ہوں اور یہ عناصر ہمارے رہن سہن سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتے نظر آئیں۔ تقاضے تو اور بھی ہیں۔ فی الحال انہیں کو مدِ نظر رکھ کر دیکھئے ایک انقلاب برپا ہو جائے گا۔

لوگ سمجھے ہیں کہ اکل و شرب ہی بارات ہے
دن کے آگے رکھ کے دیکھیں تو یہ کالی رات ہے
ہے اگر علم المعیشت ہی ہماری زندگی
کیا ہماری زندگی کام و دہن کی بات ہے

ــــــ ابوالاقبال

O

شہر کچھ اس طرح پھیلا اپنا گھر گُم ہو گیا
ہر کرن کے ساتھ اِک اہلِ نظر گُم ہو گیا

چلچلاتی دھوپ تھی اپنے سروں کا سائباں
دیکھتے ہی دیکھتے ہر اِک شجر گُم ہو گیا

مانگنے سے بھی بہت پہلے مجھے سب کچھ ملا
تو نے جب بھی کی دعا تیرا اثر گُم ہو گیا

بات کہنے کی نہیں ہے لیکن اے گُم کردہ راہ
راستے کو بھول کر تیرا سفر گُم ہو گیا

یہ فقط الفاظ کی جادوگری کا ہے کمال
چاند تو آنکھوں میں اترا اور قمر گُم ہو گیا

جس کو پایا صبحدم وہ شام کو جاتا رہا
شام کو جس سے ملاقاتِ سحر گُم ہو گیا

کاش رکھ سکتے اِسے ہم اپنے پلّے باندھ کر
سنگریزوں میں ملا اور وُہ گُہر گُم ہو گیا

کس سے پوچھوں میں نسیمؔ اپنے تساہل کا جواز
کھو کے پایا تھا جسے بارِ دگر گُم ہو گیا

ــــــ نسیم سیفی ــــــ

امراءِ اضلاع کی خدمت میں ضروری گزارش

تمام امراء کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ ان کے ضلع یا حلقہ میں کوئی ایسی جماعت ہے جہاں خطبہ نمبر نہ جاتا ہو تو دفتر الفضل کو جلد مطلع فرمائیں تا ایسی جماعت میں خطبہ نمبر کی ترسیل کا انتظام کیا جا سکے۔ (مینیجر الفضل)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نماز میں بے توجہی اور پریشان خیالی کا علاج

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

(قسط ۲ آخر)

باقی رہا یہ سوال کہ نماز میں ذوق کس طرح پیدا کیا جا سکتا ہے۔ سو اوّل تو مَیں بتا چکا ہوں کہ اگر ذوق نہ بھی پیدا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ نماز بہر حال ایک فریضہ ہے جو ہر صورت میں ادا ہونا چاہیئے۔ لیکن ...... شریعت نے ہر بیماری کا علاج بتایا ہے اس لئے جو شخص نماز میں ذوق و شوق کی کیفیت سے محروم ہے اسے بھی شریعت مایوس نہیں کرتی۔ چنانچہ اس تعلق میں سب سے پہلی بات ...... خدا تعالیٰ نے یہ فلسفہ بیان فرمایا ہے کہ دوسری جاندار چیزوں کی طرح نماز کی بھی ایک روح ہے جو اس کے ظاہری جسم کے علاوہ اس کی اندرونی حقیقت کی حامل ہوتی ہے اور ہر سچے مومن کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ نماز کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کی روح کی حفاظت کا بھی خیال رکھے۔ پس نماز میں ذوق و شوق کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے پہلی بات یہ ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا صرف نماز کے ظاہری ارکان یعنی قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعدہ کو ہی نماز کا مقصد و منتہیٰ نہ سمجھے اور محض مقررہ لفظی دعاؤں کا دہرانا ہی نماز کی غرض و غایت نہ قرار دے لے۔ بلکہ اس بات کو بھی مدِنظر رکھے کہ نماز کے ظاہری جسم کے لئے ایک اندرونی روح بھی مقرر کی گئی ہے اور مجھے پوری پوری توجہ اور جستجو کے ساتھ اس کی روح تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے جب نماز پڑھنے والا اس نیّت اور اس زاویۂ نظر کے ساتھ نماز میں داخل ہوگا تو قدرت کے نفسیاتی اصول کے تحت طبعاً اس کے اندر ایک خاص قسم کی جستجو اور طلب اور تڑپ کی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور بالآخر یہی تڑپ اسے جسم کی حدود سے آگے لے جا کر روح کی حدود میں داخل کر دے گی۔ اصل مرض توجہ کی کمی ہوتی ہے جو عموماً نماز کی اہمیت اور نماز کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ لیکن جب انسان نماز کو ایک برکت اور رحمت کا شعار اور روحانی زندگی کا ذریعہ سمجھ کر توجہ جمانا شروع کر دے تو اسی چیز میں جو پہلے ایک خشک اور بے جان جسم کا رنگ رکھتی تھی زندگی کی حرکت پیدا ہونے لگے گی۔

دوسرا گُر نماز میں ذوق کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پیارے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"یعنی نماز میں صحیح قلبی کیفیت پیدا کرنے اور اس کے اندر زندگی کی روح پھونکنے کے لئے ضروری ہے کہ اے نماز پڑھنے والے تو جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو تیرا دل اس یقین سے معمور ہو کہ تو اپنے سامنے خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر تجھے شروع میں یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ تو ہو کہ تو یہ یقین رکھے کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے"۔

یہ حدیث ...... یہ زرین اصول بتاتی ہے کہ نماز میں زندگی کی روح اور شوق کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جب انسان نماز پڑھنے لگے تو توجہ دے کر اس یقین کے ساتھ کھڑا ہو کہ مَیں اس وقت اپنے خالق و مالک کے سامنے کھڑا ہونے لگا ہوں اور جب وہ اپنی توجہ کو اس طرف لگائے گا تو اوّل تو اس کا دل اس شعور اور اس یقین سے بھر جائے گا اور اس کے باطن کی آنکھیں اس ایمان سے روشن ہو جائیں گی کہ اس وقت میرے سامنے میرا خدا کھڑا ہے اور مَیں اسے گویا دیکھ رہا ہوں اور کم از کم وہ اس یقین سے تو خالی نہیں رہے گا کہ میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور یہ دونوں کیفیتیں نماز پڑھنے والے کے اندر وہ زندگی کی روح پیدا کر دیں گی جو سچی نماز کی جان ہیں۔ علمِ توجہ کی طرف ہی دیکھو کہ انسان ذرا سی مشق سے نہ صرف بے جان چیزوں بلکہ جاندار چیزوں پر بھی تسلّط جما لیتا ہے اور انہیں گویا اپنا غلام بنا لیتا ہے تو کیا وہ توجہ کے زور سے خود اپنے دل میں وہ کیفیت پیدا نہیں کر سکتا جو نماز کو ایک زندہ حقیقت بنانے کے لئے ضروری ہے؟ بہر حال نماز میں ذوق و شوق پیدا کرنے کے لئے (دینِ حق) دوسرا گُر یہ بتاتا ہے کہ نماز پڑھنے والا اس یقین کے ساتھ کھڑا ہو کہ مَیں اپنے آقا و مالک کے سامنے کھڑا ہونے لگا ہوں اور یہ کہ مَیں اسے دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

تیسرا گُر حدیث ان الفاظ میں بیان کرتی ہے کہ:۔

"یعنی دعا نماز کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے کہ ہڈی کے اندر کا گودا ہڈی کے لئے رکھتا ہے"۔

پس نماز میں توجہ قائم کرنے اور نماز کو ایک زندہ حقیقت بنانے کے لئے یہ گُر بھی یقیناً ایک نہایت ہی لطیف اور آزمودہ گُر ہے کہ انسان اپنی مضطربانہ دعاؤں اور التجاؤں سے اپنی نماز میں زندگی کی حرکت پیدا کرے۔ ظاہر ہے کہ ہر انسان کو دین و دنیا کے میدان میں بیسیوں قسم کی اہم ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسی ہوتی ہیں جو اس کے اندر غیر معمولی بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا کر دیتی ہیں مثلاً دنیا کے میدان میں کبھی کسی شخص کو یا اس کے کسی عزیز کو کوئی خطرناک بیماری لاحق ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے جان کے لالے پڑ جاتے ہیں اور کبھی مالی تنگی اور قرض کی مصیبت سر پہ منڈلاتی ہے اور کبھی کسی مقدمہ کا بھوت پریشان کر رہا ہوتا ہے اور کبھی اولاد سے محرومی کا دکھ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح دین کے معاملات میں کئی قسم کی پریشانیاں ستاتی ہیں جن میں سے ایک یہی دین سے بے رغبتی کا احساس یا عبادت میں لذّت کی کمی کا خیال ہے جو نیک دل لوگوں کو پریشان رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی سب حالتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیئے کہ نماز میں دعا کی عادت ڈالے اور رقّت بھرے دل اور تڑپتی ہوئی روح کے ساتھ خدا تعالیٰ کے آستانہ پہ گرنے کا عادی بنے اور فرماتے ہیں کہ یہ وہ گودا ہے جو نماز کی کھوکھلی ہڈی میں زندگی کی جان پیدا کر دے گا۔ اس اصل کے ماتحت نماز کی دعاؤں میں ہمیشہ ان دعاؤں کو مقدم کرنا چاہیئے۔ جن کی وجہ سے انسان کے دل میں زیادہ تڑپ اور زیادہ اضطراب پیدا ہوتا کہ اس کی وجہ سے ہماری نماز زندگی کے جوش مارتے ہوئے خون سے مرتعش ہونے لگے۔ بھلا کوئی انسان یہ خیال کر سکتا ہے کہ اگر مثلاً اسے یا اس کے کسی نہایت قریبی عزیز کو کوئی سخت خطرناک اور مہلک بیماری لاحق ہو اور وہ اس کے لئے مضطرب ہو کر نماز میں دعا مانگے تو پھر بھی اس کی نماز ایک محض رسمی اور بے جان چیز رہ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ مضطربانہ دعاؤں والی نماز روح کو اس طرح پگھلا کر رکھ دیتی ہے کہ جس طرح سونا کٹھالی میں پڑ کر پگھلتا ہے۔ پس نماز میں توجہ اور شوق پیدا کرنے کا یہ ایک نہایت ہی عمدہ نسخہ ہے کہ انسان اپنی نماز کے لئے اپنی ان ضروریات کی دعاؤں کو چنے جن میں اسے حقیقی تکلیف اور اضطراب درپیش ہو۔ اس کے بعد وہ دیکھے گا کہ اس کی ہر نماز ایک جاندار حقیقت بن کر اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرنے لگ جائے گی

چوتھا علاج حضرت (بانی سلسلہ) کا تجویز کردہ ہے۔ حضور اکثر فرمایا کرتے تھے اور کئی جگہ لکھا بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ازلی حکمت نے جسم اور روح کے درمیان ایک نہایت گہرا اور لطیف جوڑ قائم کر رکھا ہے جس کے نتیجہ میں جسم کی حالت کا اثر روح پر پڑتا ہے اور روح کی حالت کا اثر جسم پر پڑتا ہے۔ مثلاً اگر جسم بیمار ہو روح اپنی ذات میں چوکس ہونے کے باوجود مضمحل ہونے لگتی ہے اور اگر روح کو کوئی صدمہ پہنچے تو جسم میں بھی باوجود اس کے کہ وہ اپنی ذات میں بالکل صحیح سالم ہوتا ہے اور پھر دکھ اور رنج و غم کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لطیف فطری فلسفہ کے ماتحت حضور فرمایا کرتے تھے کہ اگر نماز اور دعا کے وقت انسان کے دل میں رقّت اور سوز و گداز کی کیفیت نہ پیدا ہو تو اسے چاہیئے کہ تکلّف کے ساتھ اپنے جسم میں رقّت کی ظاہری صورت پیدا کرنے کی کوشش کرے جس کے نتیجہ میں وہ دیکھے گا کہ بالآخر اس کی روح میں بھی سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہونی شروع ہو جائے گی کیونکہ روح جسم کے تاثرات سے آزاد نہیں ہو سکتی۔ پس چوتھا گُر یہ ہے کہ نماز میں اگر دلی توجہ نہیں پیدا ہوتی اور شیطان روح کے صحیح ذوق و شوق کے رستہ میں حائل رہتا ہے تو نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ وہ تکلّف کے ساتھ اپنے جسم میں رقّت کی صورت پیدا کرے جس کے نتیجہ میں ...... روح میں بھی سوز پیدا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہونا شروع ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان اس مقصد کو پالے گا جو اس کے لئے نماز میں مقرر کیا گیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نماز میں توجہ اور ذوق پیدا کرنے کے یہ چار گر ہیں۔

(۱) اس بات کو سمجھ لینا اور اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا کہ نماز صرف چند ظاہری ارکان کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے اندر ایک روح بھی رکھی گئی ہے جس کی طرف ہر نمازی کی توجہ رہنی چاہیئے اور پھر جوئندہ یابندہ۔

(۲) نماز میں اس یقین کے ساتھ کھڑے ہونا اور اپنے دل میں یہ احساس پیدا کرنا کہ میں اس وقت اپنے سامنے خدا کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم یہ کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے تاکہ اس کے نتیجہ میں صحیح قلبی کیفیت پیدا ہو جائے۔

(۳) نماز کو اپنی ایسی دعاؤں کے ساتھ معمور کرنا جو انسان کی حقیقی اور مضطربانہ ضرورتوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں تاکہ یہ دعائیں اس کے اندر ایک تڑپ اور بے چینی کی کیفیت پیدا کریں۔

(۴) اگر روح میں رقت کی کیفیت نہ پیدا ہو تو کم از کم جسم میں تکلیف کے ساتھ رقت کی صورت پیدا کرنا جس کے نتیجہ میں بالآخر روح میں بھی رقت کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر ہماری یہ سوال کرنے والی بہن اور ان کے ساتھ کی دوسری بہن فی الحال ان چار نسخوں کو آزمائیں گی تو خدا اپنے فضل سے ان کی مشکل کو حل فرمادے گا۔ لیکن جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں کہ بالفرض پھر بھی ان کی نماز میں ذوق و شوق کی کیفیت نہ پیدا ہو تو ہرگز نہ گھبرائیں بلکہ شیطان کے مقابلہ میں لگی رہیں۔ خواہ یہ مقابلہ موت تک جاری رکھنا پڑے۔ کیونکہ بہر حال خدا کی طرف سے شیطان کے ساتھ لڑتے ہوئے جان دینا اس بات سے بدرجہا بہتر ہے کہ انسان شیطان کے سامنے ہتھیار ڈال کر بیٹھ جائے اور (خدا کی پناہ) اپنے ہاتھ سے خدا کے جھنڈے کو سرنگوں کر دے اور سب سے آخر میں بات وہی ہے جو میں شروع میں کہہ آیا ہوں کہ اگر بالفرض نماز میں مزا نہ بھی آئے تو پھر بھی انسان کا فرض ہے کہ اسے ایک روحانی دوائی سمجھتے ہوئے استعمال کرتا رہے۔ کیونکہ دوائی بہر حال مفید ہوتی ہے خواہ وہ میٹھی لگے یا کڑوی۔

بقیہ خلاصہ خطبہ

مرکزی نمائش سیل کے سیکرٹری مشتاق احمد شائق صاحب آج کل بڑی محنت سے تصویروں چارٹس اور گرافس کی نمائش پر کام کر رہے ہیں۔ اور تقریباً یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ جلد جماعتوں تک پہنچ جائے گا۔

تو انتظامیہ کا جہاں تک تعلق ہے پوری ہدایات یا پہنچا دی گئیں ہیں یا پہنچائی جارہی ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ کام فروری کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ بہت سی بنائی ہوئی چیزیں جماعتوں کو مہیا ہو جائیں گی۔ مگر یہ چیزیں پہنچنے سے پہلے ان سے استفادہ کی تیاریاں ہونی ضروری ہیں۔ حضور انور نے نہایت تفصیل سے ان نمائشوں سے استفادہ کے طریق بیان فرمائے اور بتایا کہ نمائش کے سلسلہ میں ہر احمدی کو ابھی سے اپنے دوستوں کو بھی ذہنی طور پر آمادہ کرنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ کی ایک عالمگیر نمائش ہونے والی ہے تم ہمارے ساتھ چلنا ان کے ساتھ وقت طے کریں اور اپنا پروگرام سال بھر کا بنائیں کہ کتنی دفعہ آپ کتنے دوستوں کو لے کر ایسی نمائشوں میں پہنچ سکتے ہیں تاکہ کروڑہا بندگانِ خدا ایسے ہوں کہ جن تک احمدیت کا پیغام تصویروں کی زبان میں اور چارٹس کی زبان میں اور دوسرے ایسے انداز میں پہنچے جو انسانی فطرت پر زیادہ گہرا اثر کرتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضور انور نے ماریشس میں جماعت کی طرف سے ریہرسل کے طور پر ہونے والی ایک نمائش کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس کا اتنا گہرا اثر ہوا معززین علاقہ کی ایک دعوت میں بہت سے لوگوں نے مجھ سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ ہم تو دیکھ کر حیران رہ گئے ہیں کہ جماعت احمدیہ اتنے عظیم کام کر رہی ہے۔

ایک میئر کی ملاقات کے لئے گیا تو اس نے بھی کہا کہ میں نے وہ نمائش دیکھی تو مجھے پہلی دفعہ پتہ لگا کہ آپ کی جماعت ہے کیا چیز۔ عقل دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ کس طرح اعزازی خدمت کے طور پر، والنٹیرز کی خدمت کے طور پر آپ نے عظیم الشان کام کئے ہیں۔

حضور نے فرمایا جماعت احمدیہ کی جو قربانیاں ہیں ان کی جزا تو خدا دے گا لیکن حصول جزا کے لئے کچھ طریقے بھی تو اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس کی آخرت کی جزا تو آخرت میں ملے گی، دنیا میں بھی اگر ہم کچھ کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ اس کی روحانی جزا ہمیں یہاں بھی عطا فرمائے گا پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والوں کے خون کے ہر قطرے کی قیمت ہم وصول کریں گے اس مقدس خون کا ایک قطرہ ضائع نہیں جانے دیں گے ایک ایک خراش جو اسیرانِ راہ مولیٰ کو آتی ہے اس خراش سے ہم ملکوں ملکوں میں پھول کھلائیں گے ان کی قربانیوں کی تحریریں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسی تصویریں ابھری ہیں جو تمام دنیا میں حیرت انگیز طور پہ لوگوں کے دلوں میں روحانیت کے چمن کھلانے والی ہیں اس لئے اس کی طرف جس طرح ہم توجہ کر رہے ہیں اگر جماعتیں اس سے استفادے کی تیاری کریں تو وہ دیکھ کر حیران ہو جائیں گی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کا کتنا گہرا اثر اور کتنا وسیع اثر پڑتا ہے اور کس طرح دشمن دوستوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ جو آنکھوں سے دیکھنے کا اثر پڑتا ہے وہ سنی سنائی باتوں کا اثر نہیں پڑا کرتا اور نہ وہ بات کتابیں پڑھنے سے حاصل ہو سکتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے اگلی صدی کے لئے بہت ہی عظیم زادِ راہ آپ کے لئے تیار ہے۔ اس کو اس ساری صدی میں استعمال کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت پر منحصر ہے اور اس کا آغاز ان نمائشوں کے ذریعہ ہوگا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ان نمائشوں میں جب آپ ان ذرائع کو اختیار کریں گے تو سال کے اختتام سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جھولیوں میں کثرت سے روحانی پھل گرنے شروع ہو جائیں گے۔

نمائشوں کو سارا سال مؤثر بنانے کی خاطر معززین کے دن منانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ ان میں بڑے بڑے شریف بھی ہیں مگر دنیا دار بھی ہیں اور جب تک نام و نمود کے ساتھ شامل نہ ہوں یہ ایسے مواقع پر جو خالصۃً مذہبی مواقع ہیں زیادہ توجہ نہیں دیا کرتے اگر ان کی خاطر ان کو بلایا جائے کہ آپ معزز ہیں باعثِ احترام ہیں ہمارے لئے تو پھر یہ ضرور وقت نکال لیا کرتے ہیں گو اس طرح کی نمائشیں ساری دنیا کے ممالک میں اثر پیدا کریں گی اور نیوز میڈیا کے لئے ان شخصیتوں کی وجہ سے دلچسپی کا سامان رہے گا ان کے ساتھ اور بھی لوگ آئیں گے اور اللہ نے چاہا تو احمدیت کے حق میں خیالات تبدیل ہونگے اور ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا ہو گا۔

حضور نے فرمایا جہاں تک لٹریچر کی تقسیم کا تعلق ہے اس سلسلہ میں بھی بہت سے خلاء دکھائی دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پچاس سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم پیش کئے جائیں گے ان کو لوگوں تک پہنچانا اور ان کے نتیجہ میں ملنے والی رقم سے نئے قرآن کریم شائع کرنے سے قرآن کریم بکثرت دنیا میں پھیلنا شروع ہو جائیں گے لیکن شائع شدہ قرآن کے نکاس میں ابھی بڑی کمی ہے اسی کی طرف توجہ کی ضرورت ہے اسی کے نتیجہ میں پھر جو رقم حاصل ہو گی اس سے مزید پرنٹ نکلنے شروع ہوں گے اور ایک شکل یہ بھی ہو گی کہ اس سے ہم مزید زبانوں میں تراجم کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

جب میں نے یہ تحریک کی تھی تو میرے ذہن میں یہی نقشہ تھا کہ اگر مزید زبانوں کے لئے اس عرصہ میں مزید خاندان یا مزید جماعتیں تیار نہ ہوئیں تو پھر اسی رقم کو بعض مزید زبانوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت ہی عظیم الشان کام ہو چکا ہے اس کام سے اس کے شایانِ شان عظیم الشان نتائج حاصل کرنا یہ جماعت کا کام ہے۔ ترسیل واشاعت کے سلسلہ میں دوسری بات یہ ہے کہ جو اقتباسات قرآن کریم سے یا احادیث سے یا حضرت بانی سلسلہ کی کتب سے لیکر شائع کئے جارہے ہیں ان کا اکثر حصہ ہدیۃً پیش ہو گا مگر جماعتیں اس کے لئے ہمیں معین تعداد سے مطلع کریں۔ گو کہ ہم نے خود آپ کی ضرورت کو اندازاً معین کیا ہے لیکن ہو سکتا ہے وہ آپ کی ضرورت سے کم ہوں۔ اس لئے اپنی ضرورت معین کریں اور اس کی تقسیم کا انتظام کریں ہمیں یہ جواب نہیں چاہیئے کہ جی ہمیں پانچ ہزار کتابیں بھیج دیں تفصیل اس قسم کی چاہیئے کہ ہم نے جائزہ لیا ہے اس کی تقسیم کی جماعت میں اتنی استطاعت موجود ہے۔ دستی تقسیم کا یہ طریق ہو گا اور بائی پوسٹ بھیجنے کے لئے اتنا خرچ آئے گا اور اتنے لوگ مہیا ہوں گے اس طرح کام ہو گا تو پھر تسلی ہو گی اس سلسلہ میں بعض جگہ بڑا اچھا کام شروع ہو گیا ہے مثلاً وہ ہندوستان جہاں اس سے پہلے مہینوں میں جواب نہیں آیا کرتے تھے وہاں اب میرے نمائندہ کے دورہ کے نتیجہ میں ایسا مستعد نظام جاری ہو گیا ہے کہ جس طرح شعائیں پڑ کر واپس منعکس ہوتی ہیں اس طرح خط ملتے ہی ان جماعتوں کی طرف سے جواب آرہے ہیں اور خوشیوں کی خبریں مل رہی ہیں لیکن جہاں نمائندے نہیں بھجوائے جاسکے وہاں یہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

طے ہوا تھا کہ جن ممالک کے سپرد بعض ممالک کئے گئے ہیں وہ خود اپنے نمائندے وہاں بھجوا کر ان کو سمجھائیں گے مگر اس ضمن میں مجھے ابھی تک کوئی تسلی بخش رپورٹ نہیں ملی اس لئے امراء اور صدران اور دوسرے منتظمین جو قریب کی دنیا میں ایسے خلا دیکھتے ہیں ان کو بھرنے کی بھی کوشش کریں ۔ اور اپنے اعلیٰ افسران کو بھی اس سے مطلع کریں اور مجھے بھی مطلع کرنا شروع کر دیں کہ ہم نے اس اس پہلو سے یہ انتظامی خلاء دیکھا ہے تاکہ میں خود بھی ان کو مزید متوجہ کروں ۔

حضور نے فرمایا اس ضمن میں میں چندوں کے بقایوں کے ضمن میں بھی یاددہانی کراتا ہوں ۔ صد سالہ جوبلی کے چندوں کی وصولی کی آخری تاریخ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء مقرر تھی لیکن میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ کوشش کے باوجود بھی اسوقت تک بقایا ادا نہیں کر سکے بعض نے اپنی محرومی کے شدید احساس کا ذکر کر کے سال کی اور مہلت مانگی ہے لہٰذا اب میں ایک سال کا مزید اضافہ کرتا ہوں کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۹ء تک جو دوست ادا کر دیں گے میں یہی سمجھوں گا کہ ان کا چندہ وقت کے اندر ہی ادا ہو گیا ہے باقی جو بقایا دار رہ جائیں گے اگرچہ مدت گذر چکی ہوگی لیکن ان کو بعد میں بھی ادا کرنے چاہئیں ۔ خدا سے جو وعدے کئے جاتے ہیں وہ بھی فرض ہی کی طرح شمار ہونے چاہئیں اس خلاء کو اس طرح پورا کرنا چاہیئے جس طرح چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کی جاتی ہے تو بعد میں بھی دیں لیکن اپنے طور پر ۔

جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے اس چندے کا وقت ختم ہو چکا ہو گا ۔ لیکن جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے آپ کا وعدہ خدا سے پورا ہو جائے گا اور آپ کو اس سے اطمینان قلب نصیب ہو گا ۔

آخر پر فرمایا کہ ہماری بہت سی بد عادات کی گٹھڑیاں ہیں جو ہم پر سوار ہیں ہر سال کے آغاز میں انسان وعدے کیا کرتا ہے کہ یہ یہ کمزوریاں میں چھوڑ دوں گا اس سال کے آغاز پر مجھے خیال آیا کہ یہ تحریک کروں کہ اگلی صدی سے پہلے بعض بدیاں چھوڑ دیں جسطرح آپ بچوں سے وعدے لیں گے اسطرح اپنے نفس سے بھی وعدے لیں اور اس کے لئے دعا شروع کر دیں عادتیں ترک کرنا آسان نہیں ہوا کرتا یہ بڑی مجبوری چیز ہے ۔ انسان کو اپنا غلام بنا لیتی ہے اس لئے عادتوں سے آزادی حاصل کریں پھر آپ ہلکے بدن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کے ساتھ اگلی صدی میں داخل ہو سکیں گے ۔ ورنہ آپ کا بدن بھاری رہے گا اور باقی سفر مشکل ہو گا ۔ اس سفر کیلئے تقویٰ کا زادِ راہ چاہیئے جو آپ کو فوری طاقت مہیا کرے گا تقویٰ کے بغیر آپ بدیوں سے چھٹکارا نہیں پا سکتے تو تقویٰ کا معیار بڑھائیں خدا سے دعا مانگیں ۔ خدا کرے کہ اکثر احمدی ایسے ہوں کہ سب نہیں تو اکثر گناہ کو اس صدی کے دامن میں پیچھے چھوڑ جائیں اور پاک اور صاف ہو کر اگلی صدی میں داخل ہوں تاکہ اس کنارے سے تربیت کا ایک نیا دور شروع ہو جائے اور وہ تربیت کا دور پھر اگلی صدی تک اگلی نسلوں کے کام آتا رہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری توفیق کو بڑھاتا چلا جائے ۔

صدقہ بلا کو ٹالتا ہے

ایک نابغہ روزگار ہستی

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری عصر حاضر کے عظیم و ممتاز فضلاء میں سے تھے ۔ وہ عالم بے بدل عالی مرتبہ ادیب اور شاعر تھے ۔ ان کی شخصیت درویشانہ عالمانہ اور شاعرانہ تھی لیکن ساتھ ہی باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے مامورِ زمانہ کے افکار و نظریات ان کی شخصیت میں رچ بس گئے تھے ۔ اخلاق فاضلہ کے حامل تھے اور ان کا خوب بھرپور اظہار ہوتا رہتا تھا ۔ میرا حضرت حافظ صاحب سے اولین تعارف ۱۹۴۴ء میں قادیان میں ہوا ۔ جب میں ٹی آئی کالج کی پہلی فسٹ ایئر کلاس میں داخل ہوا ۔ وہ زمانہ بڑا ہی مبارک اور ضو فشاں تھا ۔ بڑے بڑے اکابر رفقاء حضرت اقدس زندہ تھے اور انکی صحبتیں روح کی بالیدگی اور علم و عرفان کے حصول کے انمول مواقع مہیا کرتی تھیں ۔ حضرت حافظ صاحب بلند روحانی منازل طے کرنے کے علاوہ ادبیات کے بھی شناور تھے ۔ میں حضرت موصوف کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے باقاعدگی کے ساتھ حاضر ہوتا تھا ۔ محبت کی ایسی چاشنی انہیں عطا ہوئی تھی اور ایسی مقناطیسی کشش ان میں موجود تھی کہ ملنے جائیں تو اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا ۔ اور ان کی ملاقات کے لمحات بالکل مختصر معلوم ہوتے تھے ۔ مجھے یہ احساس ضرور رہتا کہ ان کے اوقات بڑے قیمتی ہیں ۔ اس لئے مجبوراً آپ کی مجلس سے اٹھنا پڑتا تھا ۔

حضرت سید صاحب کی صحبتِ صالحہ میں جتنا وقت گزرا اس سے بہت قیمتی علمی روحانی اسباق سیکھے ۔ ان بزرگوں کا فیض عام ہوتا ہے ۔ کسی ایک شخص سے محدود نہیں ہوتا ۔ تاہم استفادہ کی اہلیت اپنی اپنی ہوتی ہے ۔ آپ نہایت لطیف پیرائے میں نصیحت فرماتے ۔ عندالملاقات ٹی آئی کالج کے معاملات اور مسائل سے دلچسپی کا اظہار فرماتے اور تعلیمی استعداد کو بڑھانے میں قیمتی مشوروں سے نوازتے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی مستجاب دعاؤں سے وافر حصہ عطا فرماتے ۔ ان کا ایک ہی کمرہ جو کتب خانہ بھی تھا اور آرام گاہ بھی ایک درسگاہ کی حیثیت اختیار کر گیا تھا ۔ تقسیم ملک کے بعد کچھ عرصہ آپ نے لاہور میں قیام فرمایا ۔ تو بھی رابطہ قائم رہا اور پھر ربوہ آئے تو بھی خط و کتابت اور ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا ۔

؎ ساقیا صحبتِ دیرینہ جو یاد آتی ہے ۔
چشمِ نم صورتِ آئینہ چھلک جاتی ہے ۔

ملتان کے معروف زمیندار خاندان کے ایک فرد حسن رضا صاحب گردیزی اوّل پھلوال میں اور پھر چنیوٹ میں تحصیلدار رہے ادب اور شعر و شاعری سے ان کا بھی لگاؤ تھا ۔ میرے ساتھ بہت شفقت سے پیش آتے تھے ۔ جب چنیوٹ میں ان کی تعیناتی ہوئی تو ان کا تعارف حضرت حافظ صاحب موصوف کے ساتھ ہوا اور جوں جوں گردیزی صاحب کو حافظ صاحب کے بلند و بالا علمی و روحانی مقام کا علم ہوا وہ تو ان کی صحبت میں کھچے چلے آتے تھے اور بقول ان کے بڑی عمر میں حافظ صاحب کے تلامذہ میں شامل ہو گئے تھے ۔

گردیزی صاحب کچھ عرصہ بعد ریٹائر ہو کر ملتان سکونت پذیر ہو گئے تو میرا جب کسی کام کے تعلق میں ملتان جانا ہوا تو میں گردیزی صاحب کو اپنے ایک دوست جج صاحب کی معیت میں ملنے کے لئے ان کے مکان پر حاضر ہوا ۔ گردیزی صاحب کے ہاں محفل جمی ہوئی تھی ۔ ہمیں مل کر بے حد خوشی ہوئی اور چنیوٹ میں بطور تحصیلدار تعیناتی کے دوران اپنے ربوہ آنے جانے کے حالات اپنے مخصوص انداز میں سنانے شروع کئے ۔ انہوں نے کہا کہ جونہی اپنے سرکاری فرائض سے مجھے ذرا فرصت ملتی تھی تو میں اپنی علمی اور ادبی پیاس بجھانے کی غرض سے بس پر سوار ہو کر ربوہ چلا آتا ۔ وہاں پر دو ہستیوں سے بطورِ خاص ملاقات کر کے استفادہ کرتا تھا ۔ ایک سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری تھے جن کے پائے کا شاعر اور زبان و ادب کا بادشاہ ڈھونڈے سے نہیں ملتا ۔ گردیزی صاحب نے کہا کہ میں اپنے کلام کی اصلاح بھی حضرت حافظ سے لیتا تھا ۔ اور چند ملاقاتوں میں وہ کچھ سیکھا جو ساری عمر نہ سیکھ سکا تھا ۔

دوسری قابلِ قدر اور قابلِ صد احترام ہستی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی تھی

گردیزی صاحب بتاتے تھے کہ ان کے ماموں صاحبان کے ساتھ میرے دوستانہ مراسم تھے اور صاحبزادہ صاحب موصوف اسوجہ سے میرے ساتھ بے حد محبت سے پیش آتے تھے ۔ وہ بھی چونکہ بلند علمی ذوق رکھتے تھے ۔ اس لئے میں اکثر ان کے ہاں بھی جاتا تھا ۔ اسی سلسلہ میں گردیزی صاحب نے ایک واقعہ شہر ملتان کی اس مجلس میں سنایا جو گویا "دیوانِ عام" کی صورت اختیار کر گیا تھا اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے ۔

گردیزی صاحب نے سنایا کہ وہ ایک روز انہی دو بزرگوں سے ملاقات کی غرض سے بس پر سوار ہو کر ربوہ بس کے اڈے پر اترے تو ایک تانگہ بان کو اوّل صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے گھر لے جانے کو کہا ۔ تانگے سے اتر کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ صاحبزادہ صاحب گھر پر نہیں ہیں ۔ تانگہ روکا ہوا تھا ۔ میں پھر سوار ہو گیا اور تانگہ بان کو حضرت حافظ مختار احمد صاحب کے جائے قیام پر لے گیا ۔ وہاں جا کر اسے میں نے تین روپے پیش کئے ۔ تانگہ بان نے ۱/ روپیہ لے لیا اور ۲/ روپے واپس کر دیئے میں نے باصرار اسے تین روپے قبول کرنے کو کہا مگر اس نے کمال بے نیازی سے ایک ہی روپیہ لینے پر اکتفا کیا اور کہا کہ "صاحب" صحیح کرایہ ایک روپیہ ہی بنتا ہے میں زائد کیوں لوں ۔ رازق تو اللہ تعالیٰ کو یقین کرتا ہوں پھر انسانوں کے آگے کیوں ہاتھ پھیلاؤں ۔ گردیزی صاحب کی گفتگو کا انداز بڑا موثر ہوا کرتا تھا ۔ انہوں نے ادھر حضرت حافظ صاحب اور حضرت صاحبزادہ میرزا طاہر احمد صاحب کے علمی کمالات اور الطاف کریمانہ کا ذکر کیا اور ادھر اس تانگہ بان کی قناعت اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کے واقعات ایسے دلکش پیرائے میں بیان کئے کہ حاضرین عش عش کر اٹھے ۔

یہ تو ضمنی طور پر حضرت حافظ صاحب کے ایک "تلمیذ" کا واقعہ بیچ میں آگیا ۔ اصل غرض تو ان سطور سے اس عالی ظرف با اخلاق انسان بلند پایہ ادیب اور شاعر بے مثال کا کچھ تذکرہ کرنا مقصود تھا ۔

۔: باقی صہ ۸ پر :۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

آزاد فلسطینی مملکت کا قیام

جیسا کہ احباب جانتے ہیں فلسطینی ایک لمبے عرصہ سے اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اب ایک جلا وطن حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ تنظیم آزادئ فلسطین اپنے اغراض و مقاصد کی اشاعت کس طرح کرتی ہے۔ الفاروق کراچی کے مطابق اس کے طریق درج ذیل ہیں:-

پی ایل او کے ذرائع ابلاغ

۱- پی ایل او کے تین روزنامے بیروت سے نکلتے ہیں اور دو روزنامے کویت سے نکلتے ہیں۔

۲- تین عرب روزنامے جو یروشلم سے نکلتے ہیں۔ انہیں پی ایل او کنٹرول کرتا ہے اور ان کی مالی امداد کرتا ہے اور یہ روزنامے ۱۹۶۷ء سے قائم ہیں۔ جب اسرائیل نے فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا۔

۳- بیروت کا پبلشنگ ہاؤس پی ایل او کی اپنی ملکیت میں چل رہا ہے اب اسے کویت میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

۴- ایک پبلشنگ ہاؤس مصر میں قائم ہے جو پی ایل او کی اپنی ملکیت ہے۔

۵- ویسٹ بنک میں جو سات عدد یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں ان سے تین یونیورسٹیاں زیادہ تر پی ایل او کے خرچ سے چل رہی ہیں۔

۶- بیروت میں ایک ادارہ قائم ہے جس کا نام دی پی ایل او انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹاریکل سٹڈیز ہے۔ یعنی تاریخی مطالعہ کا ادارہ جو پی ایل او کے تاریخی پس منظر سے تاریخ کا ریکارڈ مرتب کر رہا ہے۔ یہ ادارہ پی ایل او خود اپنے خرچ سے چلا رہا ہے اور بڑا کامیاب ہے۔

۷- اسی طرح کا ایک ہسٹاریکل ادارہ کویت میں بھی ہے۔ کویت میں مغربی یورپین اور امریکی سکالروں سے فلسطین کی مصیبتوں پہ مضامین لکھوائے جاتے ہیں اس مقصد کے لئے ایک ادارہ قائم ہے اور یورپین اور امریکی مصنفین کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ یہ مقالے، مضامین اور رسالے اور کتب صیہونیوں اور یہودیوں کے خلاف ہوتے ہیں۔

۸- پی ایل او اپنے خرچ پہ امریکہ، کینیڈا، مسلم دنیا اور عرب دنیا میں سیمینار منعقد کرتا ہے۔ جن میں یہودی لابی، اسرائیل کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور یہ سیمینار بہت کامیابی سے دنیا میں کام کر رہے ہیں اور ان ممالک میں رائے عامہ کو اسرائیل کے سخت خلاف کر دینے میں بڑی حد تک کامیاب ہو رہے ہیں۔ یہ بین الاقوامی جدید طریقہ ہے۔ جس سے لوگوں کو اپنے دشمن کے بارے میں اصل حالات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

پی ایل او کے بنکوں میں کیش کی کمی نہیں۔ جب ضرورت ہوتی ہے تو مڈل ویسٹ کے بنکوں میں ایک خاص رقم خطیر ڈال دی جاتی ہے جس سے مالیاتی بحرانوں پہ قابو پایا جاتا ہے۔ مثلاً جب ۱۹۸۴ء میں فلسطینیوں اور شیعہ جماعتوں میں تصادم ہو گیا تو لبنان کے پونڈ کی قیمت مالیاتی منڈی میں حد درجہ گر گئی تو پی ایل او نے اپنا روپیہ جمع کرا کے مالیاتی بحران ختم کرا دیا۔ رسالہ اکانومسٹ کے سب ایڈیٹر ایڈم کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق فلسطینی بنکرز اس وقت چودہ ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ پی ایل او کا بنک آف اومان جورڈن کی حکومت سے زیادہ مالدار ہے۔

جب بیروت سے پسپائی ہوئی تو پی ایل او کو سو کشتیوں کی ضرورت تھی اور یہ ضرورت فوری تھی اور کشتیاں یونان کے پاس تھیں۔ پی ایل او نے فی الفور یہ کشتیاں کیش ادائیگی کر کے خرید لیں اور فلسطینیوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ تیونس اور دوسری عرب ریاستوں میں پہنچا دیئے گئے اور یہ بروقت کشتیاں خریدنے کی وجہ سے ہوا۔ اگر مالی حالت کمزور ہوتی تو کشتیاں نہ خریدی جا سکتیں اور جانی نقصان ہو جاتا۔

بین الاقوامی بنکنگ اداروں میں پی ایل او کی ساکھ بڑی مضبوط ہے۔ ہر کوئی غیر مسلم بنک یہی چاہتا ہے کہ پی ایل او اس کے بنک میں حساب کھولے کیونکہ اس کے حساب کھولنے سے بنک کی پوزیشن مضبوط ہو جاتی ہے اور اب حالت یہ ہے کہ دنیا کا ہر بنک پی ایل او کے چیک کیش کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

پی ایل او نے اپنے مخصوص خیال کے مطابق بعض انقلابی اداروں کی مالی امداد بھی کی ہے۔ مثلاً اس نے نکاراگوا میں وطنی لوگوں کی مالی امداد کی۔ شمالی آئرلینڈ میں آئرہ کی مالی امداد کی۔ اٹلی میں ریڈ بریگیڈ کی مالی امداد کی۔ اسی طرح جاپان میں بھی ہم خیالوں کی مالی امداد کی۔ ہیلینڈ ربو کے ایکشن میں مالی امداد دی۔ اسی طرح ابوندال اور ابوموسٰے کی مالی امداد بھی کی۔ حالانکہ یہ لوگ تشدد پسند ہیں اور ہر کام تشدد سے کرنا چاہتے ہیں اور اس وقت پی ایل او پالیسی یہ ہے کہ تشدد کی پالیسی کو ترک کر کے نارمل حالات پیدا کر کے نئی ریاست کو مستحکم کرایا جائے لیکن یہ لوگ تشدد کرنا چاہتے ہیں۔ ہوائی جہاز وغیرہ ہائی جیک کرانے والے بھی یہی لوگ تھے۔

جن حالات میں یہ اسٹیٹ قائم ہوا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس اسٹیٹ کو کامیاب بنایا جائے۔ اور عرب ممالک پہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اتحاد کر کے اس نئی ریاست کو مضبوط بنائیں اور پھر اسے بنیاد بنا کر آگے بڑھیں۔ کچھ تاریخی حقائق ایسے ہوتے ہیں جنہیں با دل نخواستہ تسلیم کرنا پڑتا ہے اب جبکہ اسرائیلی ریاست مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ مضبوط اور جارح بھی ہوتی جا رہی ہے۔ نئی ریاست کو اپنی حکمت عملی ٹھنڈے دل سے وضع کرنی پڑے گی۔ خصوصاً جبکہ ۱۹۲۰ء سے لے کر ۱۹۸۸ء تک پہلے تمام منصوبے فیل ہو چکے ہیں۔ خواہ ان ناکامیوں کی وجوہات کچھ بھی ہوں۔ اسلامی دنیا کا فرض ہے کہ وہ اس نئی ریاست کی ہر ممکن امداد کریں۔

قابلِ تعزیر گناہ

خون اور شیشے کے بکھرے ہوئے ٹکڑے دیکھو
کسی انسان کا شاہراہ پہ دم نکلا ہے

جانے پھر لوٹ کے کب آئے مسافر واپس
آج تو اجنبی راہوں پہ قدم نکلا ہے

حرف آئے نہ کہیں طبعِ رسا پہ اُن کی
ہر ستم قوّتِ برداشت سے کم نکلا ہے

راستی ٹھہری ہے اِک قابلِ تعزیر گناہ
آج کل دنیا میں ایسا بھی دھرم نکلا ہے

صاحبِ فہم کوئی آنکھوں سے پڑھ لے تو بنے
دامنِ حرف تو اندازے سے کم نکلا ہے

پُرسکوں چہروں پہ مت جایئے، دل زخمی ہیں
ہر نہاں خانے میں اِک بحرِ الم نکلا ہے

اس کے محبوب کو چاہو تو وہ مِل جاتا ہے
آسماں والے سے اِک ربط بہم نکلا ہے

امتہ الباری ناصر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روح کی تلاش

حکیم محمدّ سعید

ہماری ذات کے دو پہلو ہیں نہ ظاہری اور باطنی، دوسرے اور صحیح تر لفظوں میں جسم اور روح چشم ظاہر جو کچھ دیکھتی ہے ہم اس کو واحد حقیقت سمجھتے ہیں اسے زار و نزار جسم نظر آتے ہیں یا پھر توانا، گرانڈیل ہیئتیں اور اشکال ہم ظاہری دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ظاہری طمطراق شان و شوکت حشمت اور عظمت و رفعت ہماری نظروں کو خیرہ اور ہماری فکر و نظر کو مرعوب کرتے رہتے ہیں۔

آج کے دور میں یہ اندازِ فکر روز بروز پختہ ہوتا جاتا ہے کہ ہم ظاہری طاقت اور قوت ہی کو سب کچھ سمجھنے لگے ہیں لیکن آپ نے کبھی غور کیا اس اندازِ فکر کا نتیجہ کیا ہے۔ ہم بظاہر توانا، آسودہ اور خوش باش نظر آتے ہیں لیکن ہیں نہیں۔ آج کا انسان اندر سے بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ اسی لئے تو وہ خوش وخرم اور توانا نظر آنے کے ڈرامے رچاتا نظر آتا ہے کہیں بے ہنگم موسیقی کا سہارا لیتا ہے، کہیں توڑ پھوڑ اور مار دھاڑ کی نمائش کر کے اپنے قومی ہونے کی کوششِ ناکام میں لگا نظر آتا ہے۔ ہتھوڑا برداری اور قتل و غارت انسان کے اندر کی تباہی کے مظہر ہیں۔

ہم یہ بات یکسر فراموش کر بیٹھے ہیں کہ ہماری اپنی ایک اور حیثیت بھی ہے۔ ہم جسم ہی نہیں روح بھی رکھتے ہیں یہ وہی روح ہے کہ جس نے شکم مادر میں آپ کے قلب کو حرکت دی۔ ہماری توانائیاں صرف دست و بازو ہی میں پوشیدہ نہیں ہمارے قلب اور ہمارے ضمیر میں بھی پنہاں ہیں۔ جسم کی بالیدگی و توانائی بے شک کارجہاں کے لئے ضروری اور احسن ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ توانا اور قوی روح ہوتی ہے، یہ کسی کے دبائے نہیں دبتی۔ تیر و تفنگ سے گھبراتی ہے نہ جبر و استبداد کے آگے جھکتی ہے۔ اس کی کیفیت بالکل اس گنبد یا بند بوتل کی سی ہوتی ہے جسے پانی میں ڈبونے کی ہر کوشش ناکام ہوتی ہے کتنے ہی جتن کیجیے وہ اپنے آپ کو سطح آب سے اوپر لے آتی ہے۔ جس شخص کی روح توانا ہوتی ہے وہ طلاطم ہائے دریا سے گھبراتا ہے نہ طاغوتی طاقتوں کے آگے سرنگوں ہوتا ہے یہ روح فکر ہی ہے کہ انسان صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کے بعد دنیا کی ہر طاقت کا باغی ہو جاتا ہے۔

اے جوانِ امروز! اس روحانی قوت کو تلاش کیجیے اور اسے اعلیٰ اقدار سے متعارف کر کے توانا کیجیے، محبت، ہمدردی، جرأت، ہمت کی جنس بازار میں فروخت نہیں ہوتی۔ اس کی دکان تو آپ کی اپنی ذات ہے۔ برگزیدہ ہستیوں کے کردار اور ان کی تعلیمات میں ہے ان کے کارناموں کو پڑھیے وہ آپ کو کہیں سیلِ تندرو نظر آئیں گے تو کہیں دریاؤں کے دل ان سے دہلتے نظر آئیں گے۔ بقول اقبال نوجوانوں کی روح بیدار ہو کر بالیدگی پاتی ہے تو ان میں عقابی توانائی کروٹیں لینے لگتی ہے اور پھر ان کو اپنی منزل آسمان میں نظر آنے لگتی ہے۔ ؎

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

روح کی توانائی ذوقِ یقین بن کر معجزے دکھاتی ہے کہیں اس سے غلامی کی زنجیریں کٹتی ہیں تو کہیں درّۂ خیبر اکھڑ جاتا ہے۔ کہیں محبت و انسان دوستی کی وہ اعلیٰ مثالیں قائم ہوتی ہیں کہ انہیں دیکھ کر گہری ٹھنڈک اور سکون و راحت کا احساسِ قوی حاصل ہوتا ہے۔ یہی وہ روح تازہ ہے کہ جو حریت فکر کا سامان کرتی ہے اور آزادیٔ سیاسی کی حفاظت کے تانے بانے بنتی ہے۔ یہی وہ روح ہے کہ جو آزادی کی قدر کا ہمہ دم درس دیتی رہتی ہے اور غلامی سے نفرت کا جذبہ جوان کرتی ہے

اے جوانانِ وطن! میری بات احتیاط سے سن لیجیے اور جستجو میں لگ کر اپنی روح کو تلاش کیجیے۔ اپنی عظیم و رفیع ذات کا کھوج لگائیے اور پھر اسے جھوٹے نظریات، سطحی مقاصد نفرت و عداوت کے بوجھ سے آزاد کر دیجیے آپ کی روح بند بوتل کی طرح ابھرے گی۔ اپنی اس کوشش میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجیے۔ آپ کی کوشش میں اس کا کرم بھی شامل ہو جائے گا اور آپ حیرت انگیز طور پر خود کو صحیح معنوں میں پُرسکون و توانا محسوس کریں گے۔ محبت نفرت کی جگہ لے لے گی۔ کم ہمتی عزم و ہمت سے زیر ہو جائے گی۔ ذہن کے بند دریچے کھل جائیں گے اور پھر اس میں محبت و خلوص کے جھونکے آنے لگیں گے دنیا اور اہل دنیا کے بارے میں آپ کا نقطۂ نظر یکسر بدل جائے گا۔ آپ خود کو نفرتوں اور کدورتوں سے آزاد پائیں گے۔ ذات باری تعالیٰ سے آپ کا تعلق گہرا ہوتا چلا جائے گا۔ زندگی کی تاریکی اور نفرتوں کے کانٹوں اور عداوتوں کے روڑوں سے پٹی شاہراہ زندگی روشن اور صاف ہو جائے گی۔ آپ کو اپنا پورا وجود روشن اور منور محسوس ہونے لگے گا۔ مثبت خیالات کے کرشمے رونما ہونے لگیں گے۔ وہ باتیں منکشف ہونے لگیں گی جن کا آپ کو پہلے کوئی علم نہیں تھا۔

روح کی دریافت اور خود آگہی آپ کو بے مثل توانائی سے سرشار کر دے گی۔ مشکلات کے پہاڑ بے حقیقت ہو جائیں گے۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب آپ اپنے ذہن کے بند کواڑ کھولیں۔ اپنی اس ذات کو بھی دیکھیں جو آپ کے اندر بند ہے اور پھر اس میں اس ذاتِ برحق کے وجود کو تسلیم کریں جو آپ سے بے حد قریب ہے۔ رگِ گلو سے بھی قریب۔ اس کے ہو کر اس کی پوشیدہ روحانی توانائیوں کو بیدار کیجیے۔ اس انقلاب کے بعد آپ بھی کوہ و بیاباں سے سیلِ تندرو کی طرح گزریں گے اور جب گمنامی تانوں میں پہنچیں گے تو خود بخود بوٹے نغمہ خواں ہو جائیں گے۔

(ماخوذ)

پہچان کی اہمیت

ملک کے معروف صاحب طرز ادیب جناب ممتاز مفتی رقمطراز ہیں۔

تذکرۃ الاولیاء سے نقل ہے کہ ایک آدمی نے اپنی پہچان کے لئے اپنے گلے میں سبز رومال باندھ لیا اس کے ساتھی نے اس سے پوچھا بتا یہ سبز رومال تونے کیوں باندھا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ میری پہچان ہے۔ اسے دیکھ کر میں خود کو پہچان لوں گا کہ یہ میں ہوں۔ جب وہ سو رہا تھا تو اُسکے ساتھی کو مذاق سوجھا اس نے سوتے میں اس کے گلے کا سبز رومال اُتار کر اپنے گلے میں باندھ لیا۔ جب وہ جاگا تو یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ سبز رومال اس کے ساتھی کے گلے میں بندھا ہے۔ اس نے ساتھی سے کہا کہ اگر تو مَیں ہے تو میں کون ہوں؟

جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے دنیا بھر کے ملکوں میں اس بات کا احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ پہچان بہت ضروری ہے۔ اپنی اپنی پہچان کو سینے سے لگائے رکھو ورنہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہمیں سوچنا پڑے گا کہ میں کون ہوں؟

ہماری پہچان ہماری رسمیں ہیں، ہماری روایات ہیں۔ ہمارا رہن سہن ہے۔ اگر ہم نے دوسروں کا رہن سہن اختیار کر لیا تو نہ ہم ہم رہیں گے نہ ہم "وہ" بنیں گے۔ نہ ہم گھر کے رہیں گے نہ گھاٹ کے اگر ہم نے اپنی پہچان کھو دی تو ہم نقل بن کر رہ جائیں گے دوستو! لوگ اصل کی عزت کرتے ہیں نقل پر ہنستے ہیں۔

چند سال پہلے کی بات ہے دنیا بھر سے دیس دیس کے سیانے اکٹھے ہوئے کہنے لگے بھائیو! آج کی دنیا میں ایک میس کلچر (MASS CULTURE) کی آندھی چل رہی ہے۔ میس کلچر کا گرد و غبار ہر جگہ اڑ رہا ہے۔ کل اگر یہ کلچر بیٹھ گیا تو ہمارے اپنے اپنے کلچر اس کی دھول سے دب جائیں گے۔ ہماری پہچان کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اس لئے بھائیو! اپنے اپنے کلچر کو محفوظ کر لو۔ اکٹھا کر کے سنبھال لو۔ تاکہ جب یہ میس کلچر کی اڑتی دھول ختم ہو جائے تو ہم اپنی پہچان کو پھر سے باہر نکالیں اور پھر سے رائج کریں تاہم پھر سے "ہم" بن جائیں۔ اس پر دنیا کے بہت سے ممالک نے اپنی اپنی ثقافت کو محفوظ کرنا شروع کر دیا۔

دوستو! ہم مسلمان ہیں اور یہی ہماری پہچان ہے۔ ہماری تہذیب بہت پرانی ہے ہماری روایات صدیوں پہلے ہمارے بزرگوں نے قائم کی تھیں ہمارا طرز زندگی سالہا سال کا آزمودہ ہے۔ یہی ہماری وراثت ہے۔ یہی ہماری دولت ہے۔ یہی ہماری انفرادیت ہے۔ بے شک ترقی کے میدان میں آگے بڑھو، نئے علم حاصل کرو۔ نئی ٹیکنالوجی سیکھو، آج کی دنیا سے قدم ملا کر چلو۔ لیکن اپنی پہچان نہ بھولو۔ اصل قائم رہے نقل کی جھلک نہ آنے پائے۔ سیانے کہتے ہیں۔ خود کو جانو۔ اپنے رنگ میں جیو۔

آج ثقافت کی اہمیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ روز بروز یہ شعور بڑھتا جا رہا ہے۔ کہ ہماری تمام تر عظمت ہماری پہچان سے ہے۔

(ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی فروری ۱۹۸۹ء صفحہ ۲)

درخواست دعا

عزیزہ مکرمہ امتہ الجمیل صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کیمسٹری کے مضمون میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے برطانیہ گئی ہیں۔ موصوفہ نے بی ایس سی میں یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی تھی اور رجامعہ احمدیہ کی طرف سے گولڈ میڈل وصول کیا تھا بعد ازاں موصوفہ ایم ایس سی کر کے لیکچرار لگی رہیں۔ موصوفہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی صاحبزادی محترمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ کی بیٹی ہیں۔ اور حضرت بابو عبدالغنی صاحب انبالوی کی پوتی ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ عزیزہ کی تعلیم کا مرحلہ کامیابی سے مکمل ہونے کے لئے دعا کریں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بقیہ ایک نابغۂ روزگار ہستی

ایک مرتبہ خواہش پیدا ہوئی کہ حضرت حافظ صاحب سے مطبوعہ دیوان کے بارہ میں کچھ معلوم کیا جائے۔ آپ فطری اور جبلی طور پر نام و نمود سے بے نیاز تھے۔ بلکہ نمائش سے طبیعت میں سخت نفرت تھی۔ یہ ٹال گئے ورنہ ہر شخص اپنی کاوش کو منظرِ عام پہ لانے کا متمنی ہوتا ہے۔ کئی خطوط آپ کے تحریر کردہ اور املاکردہ مجھے موصول ہوئے جن میں سے بیشتر اب تو محفوظ نہیں ہونگے۔ لیکن مختصر نویسی میں بھی آپ کو کمال کا درجہ حاصل تھا۔ سارا مفہوم ان چند الفاظ میں سمٹ کر آجاتا تھا اور یہ ایک مثال تھی ان کے زبان پر کامل عبور اور دسترس حاصل ہونے کی۔

حضرت حافظ صاحب کو جماعت احمدیہ کے لٹریچر پر عبور حاصل تھا۔ اس کے علاوہ

بھی بہت وسیع مطالعہ رکھتے تھے کوئی مصنف کتاب لکھتا تو پہلی خواہش یہ ہوتی کہ حضرت حافظ صاحب کی نظر اس پر پڑ جائے تو طبع ہو۔ کیونکہ ان کی نظر سے گزری ہوئی ہر تحریر ہی گویا ایک قانونی مسودہ کی شکل اختیار کر لیتی تھی اور پھر زبان کے لحاظ سے محاورے کی جہت سے بلکہ مفہوم کی معنی آفرینی کے لحاظ سے اس میں کوئی جھول باقی نہ رہنے دیتے تھے اور پھر اصلاح دینے کا طریق ایسا دلنشیں کہ اصلاح لینے والے کی بھی ہمت افزائی بلکہ عزت افزائی مدنظر ہوتی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جماعت میں آپ ایسے نابغۂ روزگار اور عالی مقام علماء و فضلاء پیدا ہوتے رہیں جو اخلاق فاضلہ سے متصف ہوں اور نام و نمود سے بھی نفور ہوں۔ پھر اپنی ساری علمی صلاحیتیں اللہ کی راہ میں صرف کردیں۔

مثال اور برکت حاصل کرنے کے لئے

نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے علمی ریسرچ کرنیوالوں کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں کمی نہیں ہے۔ میں نے اس میدان میں بہت آگے نکل جانے والے ایک خاک نشین بزرگ کا ذکر کیا ہے

— میاں عبدالسمیع نون ایڈووکیٹ —

خبریں

★ امریکہ کے نئے صدر جارج بش کی حکومت نے کانگرس کو مطلع کیا ہے کہ وہ پاکستان کو دنیا کے جدید ترین ٹینک اور ۶۰ ایف ۱۶ طیارے دے گا۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق امریکہ کے اسلحہ کا سب سے بڑا خریدار سعودی عرب ہوگا۔ اس کے علاوہ مصر، متحدہ عرب امارات کویت مراکش اور بحرین کو بھی اسلحہ دیا جارہا ہے۔

★ روسی رہنما جناب گورباچوف کے دورۂ چین کی دعوت کا ذکر کرتے ہوئے روسی وزیر خارجہ ایڈورڈ شیورناڈزے نے کہا ہے کہ اب بیجنگ اور ماسکو کے تعلقات کو جدید خطوط پہ استوار کرنے کا وقت آگیا ہے اور اعتماد و تعاون کی فضا بہتر ہو رہی ہے۔

★ پاکستان پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق احمد نے انکشاف کیا ہے کہ سینٹ کی ایک کمیٹی کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سندھ کے ایک سابق وزیر اعلیٰ سید غوث علی شاہ نے سندھ میں فرقہ واریت کو فروغ دینے کے لئے ایک تنظیم قائم کی تھی۔ انہوں نے مزید اعتراف کیا ہے کہ سندھ میں صوبائیت پھیلانے کا آغاز ضیاء دور میں ہوا لیکن اسے فروغ ان کی وزارت اعلیٰ کے دور میں ہوا۔

★ لاہور کے ایک شہری منظور احمد بھٹی نے آٹھویں ترمیم کیخلاف لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کردی ہے۔

★ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے امید ظاہر کی ہے کہ ۱۵ فروری تک افغانستان سے روسی فوج کے انخلاء کے بعد ایک وسیع البنیاد حکومت قائم ہو جائے گی۔ اور یہ حکومت افغان عوام کی حقیقی ترجمان ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ نئی حکومت کے ساتھ پاکستان بہتر تعلقات کا خواہاں ہوگا۔

★ کراچی کے علاقے ماڈل کالونی میں پتھراؤ اور فائرنگ کے واقعات ہوئے۔ تین دکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ ایک نوجوان زخمی ہوا۔

★ وزیر داخلہ مسٹر اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ ان کی حکومت اپنی پالیسیوں پہ اخبار ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے اپوزیشن کی تنقید کا خیر مقدم کریگی۔

★ بعض روسی سفارت کاروں نے افغان مجاہدین سے بات چیت کی ہے تاکہ ۱۵۔ فروری کے بعد حکومت قائم کرنے کے بارے میں راہ ہموار کی جاسکے بتایا گیا ہے کہ بات چیت مصالحانہ ماحول میں ہو رہی ہے۔

اسیرانِ راہ مولیٰ
کے بارے میں
حضور کا اہم ارشاد

اسیرانِ راہ مولیٰ کے بارے میں فرمایا:

"آپ اپنے کام کو منظم کریں اور ساری دنیا میں انکی مظلومیت کا احساس بیدار کرنے کیلئے مستعد ہو جائیں۔"

پھر فرمایا:

"خاص طور پر ان دعاؤں پر زور دیں کہ اگلی صدی کا دن نہ چڑھے کہ یہ لوگ ابھی قید کی حالت میں ہوں اور اس سے پہلے یہ لوگ آزاد ہوں اور ہمارے ساتھ نئی صدی کے جشن میں ہر طرح سے شامل ہوں۔"

(الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۸۹ء)

صد سالہ جشنِ تشکر کے موقعہ پر
الفضل کا خصوصی نمبر

صد سالہ جشنِ تشکر کے مبارک موقعہ پر روزنامہ الفضل ربوہ ایک خصوصی ضخیم نمبر شائع کر رہا ہے جس میں اس موقع کی مناسبت سے اہم تحریرات شاملِ اشاعت ہوں گی۔

مشتہرین حضرات سے گزارش ہے کہ اس خصوصی نمبر کیلئے اپنے اشتہارات ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء تک بھجوادیں۔

مینجر الفضل

لیڈی ڈاکٹر کی سہولت

اب بفضلہ تعالیٰ کیور یٹو کلینک ربوہ میں مستند لیڈی ڈاکٹر (D.H.M.S) کی سہولت بھی موجود ہے۔ اب کیوریٹو سسٹم کے چار ماہر ہومیو پیتھ ڈاکٹر اس ادارہ میں کام کر رہے ہیں۔

● اوقات کار: صبح ۹ بجے تا ۱ بجے، شام ۳ تا ۶ بجے

ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر

چیف میڈیکل آفیسر کیوریٹو کلینک ۔ ربوہ

فون کلینک: ۶۰۶ آفس: ۷۷۱ رہائش: ۶۰۷

★ نرینہ اولاد سے محروم ★ بے اولاد ★ اٹھراء ★ سوکھا ★ گرمی ★ گیس کا علاج کرنے والے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

● چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون نمبر ۷۶۴۹۷
پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ — ۰۴۳۱-۷۴۸۴۴

برانچیں

● اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ
● چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
● نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان
پوسٹ بکس نمبر ۴۹۸
فون نمبر ۲۶-۳۱-۰۶۱

خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے